انجیلی بشارت کا مرکز — سبق 10

آپ کی زندگی پر کون حکمرانی کرتا ہے؟

ایک ایسا سوال جو سادہ لگتا ہے... کیا واقعی سادہ ہے؟

ہم سب کسی نہ کسی کی خدمت کرتے ہیں

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ آزادی کا مطلب کسی کی بات نہ ماننا ہے۔ مگر یسوع ہمیں کچھ اور دکھاتا ہے: «کوئی شخص دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا... تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے» (متی 6:24)۔ دل پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی حکومت کر رہا ہوتا ہے۔

کون ہے جو پیسے گنتے گنتے زندگی نہیں گزارتا؟ ہمیں «کامیابی» کے پیچھے بھاگنے کی بھی عادت ہے۔ لذت کو ہم تقریباً بے سوچے ڈھونڈتے ہیں، لذیذ کھانوں سے لے کر رشتوں کی چاہت تک۔ بہت سے لوگ عزت اور ساکھ کی بھول بھلیوں میں گم ہو جاتے ہیں، اور خوف اکثر ہمیں برسوں ایک ہی زندگی میں جکڑے رکھتا ہے۔

ان میں سے کوئی چیز اپنی ذات میں بری نہیں۔ مسئلہ تب شروع ہوتا ہے جب یہ چیزیں اُس جگہ پر قبضہ کر لیتی ہیں جو خدا کی ہے۔ وہ ہماری فکروں اور ہماری ضرورتوں سے کہیں بڑا ہے۔

روحانی خلا نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ سوال یہ نہیں کہ ہمارا کوئی مالک ہے یا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہمارا مالک **کون** ہے۔

توبہ: محض قصور کے احساس سے کہیں بڑھ کر

توبہ کرنا رونا نہیں ہے۔

توبہ کرنا برا محسوس کرنا نہیں ہے۔

توبہ کرنا بہتر بننے کا وعدہ کرنا نہیں ہے۔

توبہ کرنا **سمت بدلنا** ہے۔ یہ ایسا ہے جیسے کوئی ڈرائیور اچانک جان لے کہ وہ غلط راستے پر جا رہا ہے: اسے کتنا ہی افسوس ہو، اصل بات یہ ہے کہ وہ گاڑی موڑ لے۔ فیصلہ کن چیز غم نہیں، منزل ہے۔

> «پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں» (اعمال 3:19)۔

اسی لیے توبہ صرف ماضی پر پچھتانے کا نام نہیں۔ روحانی معنوں میں اس کا مطلب ہے خدا کی طرف لوٹ آنا۔

ہم نئی پیدائش کے موضوع کے قریب پہنچ گئے ہیں، لیکن یہ پوچھے بغیر وہاں پہنچ جانا سادہ لوحی ہوگی کہ ایسا کیوں ہے۔ جیسا کہ میں اکثر کہتا ہوں: ہم پانی میں اتر کر پرانی انسانیت کو ساتھ لیے باہر بھی آ سکتے ہیں۔ پانی میں کوئی جادو نہیں۔ سمت کی تبدیلی پانی میں قدم رکھنے سے پہلے ہمارے اندر ہو چکی ہونی چاہیے؛ پانی وہ جگہ ہے جہاں یہ تبدیلی مکمل ہوتی ہے: کوئی مرتا ہے، کوئی جنم لیتا ہے۔

پولس نے یوں بیان کیا: «میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں، اب میں زندہ نہیں رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے» (گلتیوں 2:20)۔ لفظی معنوں میں نہیں بلکہ روح میں: تبدیلی کے بعد ہمارا ذہن اپنے آپ کو مسیح کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔

مسیح کو خداوند ماننا

> «جب تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے تو مجھے 'اے خداوند، اے خداوند' کیوں کہتے ہو؟» (لوقا 6:46)۔

مسیح میں جینا کوئی نظریہ نہیں۔

بہت سے لوگ یسوع کی باتوں کو مانتے ہیں۔ بہت سے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ بہت سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ واقعی دنیا میں آیا تھا۔ مگر اس کے اختیار کو قبول کرنا بالکل الگ بات ہے۔ مسیح کے کلام کو قبول کرنے کا مطلب ہے ہماری زندگی کی رہنمائی کرنے کے اس کے حق کو تسلیم کرنا۔

ہم یسوع کی پیروی اس لیے نہیں کرتے کہ ہمیں سب کچھ سمجھ آ گیا ہے۔ ہم اس کی پیروی اس لیے کرتے ہیں کہ ہم اس پر بھروسا کرنے لگے ہیں۔ ہم اس کے منصوبے کی ایک ایک تفصیل سمجھ کر فرمانبرداری نہیں کرتے، بلکہ اُس ہستی پر بھروسا کر کے کرتے ہیں جس نے یہ منصوبہ بنایا۔

اگر مسیح خداوند ہے تو ہم اس کی آواز سنیں گے۔

اگر ہم اس کی آواز سنیں گے تو اس کے کلام پر ایمان لائیں گے۔

اگر ہم اس کے کلام پر ایمان لائیں گے تو توبہ کریں گے۔

اگر ہم توبہ کریں گے تو فرمانبرداری کریں گے۔

اور جب ہم بپتسمے تک پہنچیں گے تو یہ نہیں پوچھ رہے ہوں گے: «کیا مجھے یہ کرنا ہی پڑے گا؟»

اس ہفتے کا چیلنج

کوئی ایک ایسی چیز پہچانیں جو آپ کے دل کے تخت کے لیے مقابلہ کر رہی ہے (پیسہ، کامیابی، لذت، ساکھ یا خوف) اور ایمانداری سے اپنے آپ سے پوچھیں: *اس ہفتے کا کون سا فیصلہ ظاہر کرتا ہے کہ میرا اصل مالک کون ہے؟* کسی کو بتائیں نہیں۔ بس اسی ایک فیصلے میں اپنی سمت بدل دیں۔

غور و فکر کے لیے سوالات

1. میرے روزمرہ فیصلوں پر سب سے زیادہ کس کا اثر ہے؟
2. کیا میری توبہ ماضی پر غم تھی، یا سمت کی حقیقی تبدیلی؟
3. کیا میری زندگی کا کوئی ایسا شعبہ ہے جہاں یسوع کو «خداوند» تو کہا جاتا ہے مگر اس کے حکم پر عمل نہیں ہوتا؟
4. اگر وہ میرا خداوند ہے تو مجھے اس کی فرمانبرداری سے کیا چیز روکتی ہے؟

اگلے ہفتے ملاقات ہوگی۔